

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

مولانا حفیظہ دستاوی

اللہ رب العزت نے اشرف المخلوق حضرت انسان کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، سہ اللہ کے مطابق اس سلسلہ الذہب کو نبی کریم ﷺ پر ختم کیا؛ کیوں کہ دنیا میں اللہ کا دستور ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے کہ ہر چیز کا مبداء بھی لازم ہے اور منتہاء بھی، چاہے وہ مادی ہو یا روحانی؛ لہذا نبوت کے پس وہی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سلسلہ نبوت کا آغاز ہوا، اور حبیب کبریا، احمد مصطفیٰ محمد نبی کریم ﷺ پر یہ سلسلہ نبوت ختم ہوا؛ گویا یہ ایک قدرتی قانون کے تحت ہوا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت ایک انقلاب آفرین بعثت ہے، آپ ﷺ کی بعثت سے دنیا میں تمام ظلمتیں چھٹ گئیں، دنیا جو ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی پُر نور اور روشن ہو گئی، جس کی برکتوں کے اثرات آج چودہ صدیوں کے بعد بھی محسوس کیے جا رہے ہیں اور قبیل قیامت تک محسوس کیے جاتے رہیں گے اور پھر حشر و نشر میں بھی اور میزان و حساب میں بھی آپ کی برکتیں جلوہ گر ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد عظیم فتنوں نے سراٹھایا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت ایمانی، حمیت اسلامی، بلند وصلگی اور حکمت عملی نے تمام فتنوں کو ایک سال سے بھی کم عرصے میں کافور کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو پوری امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین!

عجیب بات:..... یہ بات تعجب خیز ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف جو سازش رچی وہ تھی عقیدہ ختم نبوت ﷺ پر کاری ضرب؛ اس لیے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو پانچ افراد نے دعوہ نبوت کیے، الاساذ جمیل مصری کی تحقیق کے مطابق ان سب کے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ تاریخ کے مستند حوالوں سے اپنی تحقیقی کتاب ”أهل الكتاب في الحروب والفتن الداخلية في القرن الأول“ میں

ثابت کیا ہے۔ دوسری جانب حضرات صحابہ نے بھی اس کو گویا بھانپ لیا، خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ نے ”انقص الدین وأناحي“ کا تاریخی جملہ کہہ کر صحابہ کرام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت خوب اچھی طرح سمجھیں اور تاریخ کے رُخ پھیر دینے والے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

الحمد للہ! حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں اور اللہ کے فضل سے صحابہؓ نے اس بات پر اجماع کر لیا کہ عقیدہ ختم نبوت کو تحفظ فراہم کیا جائے، نبوت کے دعویداروں کو کافر قرار دیا جائے اور ان کے خلاف جہاد فرض گردانا جائے، اس طرح یہ صحابہؓ کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہو گیا کہ ختم نبوت کا تحفظ ایک اہم ترین فریضہ ہے اور دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے، اس سے جہاد فرض ہے۔ بس پھر کیا تھا، اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر مدینہ سے گیارہ لشکران مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں یا تو مدعیان نبوت اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں، یا توبہ و انابت کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

جہت	قائدین	
مشاف بلاد شام	خالد بن سعید بن عامرؓ	۱
دوسرے الجندل	عمرو بن العاصؓ	۲
بؤانہ، البطان، یمامہ	خالد بن ولیدؓ	۳
یمامہ، عمان، مہرہ، حضرموت، یمن	مکرمہ بن ابی جہلؓ	۴
یمامہ، حضرموت	شرحیل بن حسنہؓ	۵
بحرین، دارین	علاء ابن الحضرمیؓ	۶
عمان	حذیفہ بن محض الغلفانیؓ	۷
عمان، مہرہ، حضرموت، یمن	عرجہ ابن ہرثمہ الباریؓ	۸
شرق حجاز، یوسلیم کی طرف	طریفہ بن حاجرؓ	۹
یمن، کندہ، حضرموت	مہاجر بن ابی امیہؓ	۱۰
تہلہ، الیمن	سوید ابن مقرن الذنیؓ	۱۱

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ”واللہ الذی لا الہ الا هو لولا ان ابابکر استخلف ما عبد اللہ“ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکرؓ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (رواہ البیہقی بحوالہ ازالۃ الخفاء، ج ۱: ص ۳)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: لَقَدْ قُمْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا كِدْنَا نُهْلِكُ فِيهِ لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ مَنَّ عَلَيْنَا بَأَبِي بَكْرٍ أَجْعُنَا عَلَى أَنْ لَا نَقَاتِلَ عَلَى ابْنَةِ خَاضِ وَأَبْنَةِ لَبُونِ وَأَنْ

ناکل قرئ عربیة وَنَعْبُدُ اللّٰهَ حَتّٰی یَاْتِنَا الْیَقِیْنُ نَغْزِمُ اللّٰهَ لَا بُدَّ لَیْکَ عَلٰی قِتَالِهِمْ۔ (التاریخ الکامل لابن اثیر، ج: ۲، ص: ۲۰۵)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ہم ہلاکت خیز حالات سے دوچار ہو گئے تھے؛ مگر اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسی بصیرت افروز) شخصیت کے ذریعہ ہم پر احسان عظیم کیا، ہم لوگ (یعنی جماعت صحابہ) یہ طے کر چکے تھے کہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال نہیں کریں گے اور جو کچھ تھوڑا بہت رزق میسر آئے گا اس پر اکتفا کریں گے اور اس طرح موت تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے؛ مگر اللہ رب العزت نے حضرت ابوبکر کو مانعین کے ساتھ قتال کا پختہ حوصلہ دیا۔

مؤرخ کبیر، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ بیسویں صدی میں مسلمانوں کی گمراہیوں کو دیکھ کر دل برداشتہ ہو کر فرماتے تھے ”رَدَّةٌ وَلَا اَبَا بَکْرٍ لَهَا“ کہ ارتداد نے ایک بار پھر زوردار سراٹھایا ہے؛ مگر افسوس اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ابوبکر جیسا حوصلہ نہیں، ان جیسی حمیت وغیرت نہیں، اس موضوع پر آپؓ کی مستقل کتاب ہے۔ واقعاً حضرت نے بالکل درست کہا جیسی فکری یلغار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تھی آج بھی ویسی ہی کیفیت ہے، تب ابوبکر تھے؛ مگر آج کوئی ابوبکر تو کیا ان کا عشرِ عشر بھی نہیں، اللہ ہی مدد اور حفاظت فرمائے، آمین!

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہزاروں صحابہؓ نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا، بیسویں صدی میں تحفظ ختم نبوت کے لیے نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام سرفہرست ہے، آپ فرماتے ہیں:

”جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے، ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں، وہ عشقِ رسالت میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔“

(حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہؒ کی تحریک کی وجہ سے ختم نبوت کے لیے امت میں بیداری پیدا ہوئی اور امت مسلمہ ہندیہ پورے جوش و جذبہ کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑی، جب کچھ جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس تحریک کی خاطر شہید ہو رہے ہیں تو انھوں نے اپنے آپ کو اس تحریک سے علیحدہ کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو لوگ مارے گئے یا مارے جا رہے ہیں، ہم اس کے ذمہ دار نہیں، تب پھر حضرت نے اپنی تقریر میں کہا) جو ”لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی، ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا؛ کیوں کہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی سات ہزار حفاظ قرآن، تحفظ ختم نبوت کی خاطر شہید کر دائے تھے۔ (اور غیر حافظوں کی تعداد اس سے تقریباً دو گنی ہوگی)۔“

(تحریک ختم نبوت کا آغاز شورشِ کشمیری بحوالہ روزنامہ اسلام)

صداقت کے لیے گر جان جاتی ہے تو جانے دو مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو
مناظر اسلام مولانا لعل حسین اختر نے بڑا عجیب شعر کہا ہے۔

جلادو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے
خلاصہ یہ کہ اسلامی دور حکومت میں، جب بھی کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا، یا حرف زنی کی، مسلمان خلفاء و امراء نے
ان کو کفر کردار تک پہنچا دیا، جس کی سیکڑوں مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں، تو آئیے! مدعیان نبوت اور منکرین ختم
نبوت کے بدترین انجام پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

شمار	اسلمے منکرین ختم نبوت	انجام	سن انجام	دور خلافت و حکومت
۱	عبداللہ بن کعب معروف باسودا لعلی	قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲	قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ	
۳	مختار بن ابوعبداللہ بن مسعود ثقفی	قتل ہوا	۶۷ھ	حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ
۴	حارث ابن سعید کذاب	قتل ہوا	۷۹ھ	عبدالملک ابن مروان
۵	مغیرہ ابن سعید غلی	قتل ہوا	۱۱۹ھ	ہشام بن عبدالملک بن مروان
۶	بیان ابن سحان	قتل ہوا	۱۲۶ھ	ولید ابن یزید
۷	اسحاق افراس	قتل ہوا		خلیفہ ابوجعفر منصور
۸	سیس خراسانی	قتل ہوا	۱۵۰ھ	خلیفہ ابوجعفر منصور
۹	ابو یحییٰ بن اسحاق یعقوب اصفہانی	قتل ہوا		خلیفہ ابوجعفر منصور
۱۰	حکیم متع خراسانی	خودکشی کی	۱۶۳ھ	خلیفہ مہدی
۱۱	بابک ابن عبداللہ خرمی	قتل ہوا	۲۲۳ھ	خلیفہ معتمد باللہ
۱۲	علی بن محمد عبدالرحیم	قتل ہوا	۲۷۰ھ	خلیفہ المستعد علی اللہ
۱۳	ابوسعبد حسن بن سیرام	قتل ہوا	۳۰۱ھ	خلیفہ المستعد باللہ
۱۴	محمد بن علی شافعی	قتل ہوا	۳۲۲ھ	خلیفہ راضی باللہ

یہ تھے مشہور منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت اور جب بھی کسی اسلامی دور میں انھوں نے سر اٹھایا، ہمارے خلفاء
اور امراء نے ان کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیا، یا انھوں نے مجبوراً خودکشی کی، یا توبہ کرنے پر آمادہ ہو گئے؛ اسی لیے اہل کتاب
حضور اقدس ﷺ کی وفات ہی سے خلافت کے عدم قیام یا قیام کے بعد سقوط کی بھرپور کوشش کرتے رہے؛ مگر تیرہ
سوسال بعد انہیں اس میں کچھ حد تک مسلمانوں کی اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اور کتاب و سنت سے بعد کی بنا پر کامیابی
ملی، مگر ان شاء اللہ ایک بار پھر خلافت قائم ہوگی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سقوط خلافت سے قبل اس کے ضعف کے زمانہ ہی سے ایک بار پھر انکار ختم نبوت کے فتنے نے سر اٹھایا اور انیسویں صدی کے اوائل میں، باب اللہ نے، پھر بہاد اللہ نے اور اسی صدی کے اواخر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا؛ بل کہ پچھلے دو سو سال میں جتنے مدعیان نبوت و مہدویت کھڑے ہوئے وہ بارہ سو سال کے مقابلہ میں اضعا فاضاعہ ہے؛ گویا دشمن کی یہ ایک منظم سازش ہے کہ وہ ختم نبوت کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں، مگر ان شاء اللہ وہ قیامت تک اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

مکرمین ختم نبوت کے ساتھ جہاد بالسیف کے بعد جہاد بالقلم:..... جیسا کہ اوپر تاریخ کے حوالے سے واضح کیا گیا کہ جب بھی اسلامی دور حکومت میں، کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا اس کو واصل جہنم کر دیا گیا، مگر جب استعماری طاقتیں عالم اسلام پر غالب آ گئیں اور اس طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا تو علماء قلم و کاغذ لے کر میدان کارزار میں کود پڑے اور الحمد للہ انھوں نے ختم نبوت کا بھرپور دفاع کیا، انگریز کے زمانہ میں عدالتوں میں اور کتابوں کے ذریعہ صرف غلام احمد قادیانی ملعون کے رد میں ایک اندازے کے مطابق ۲۰ ہزار صفحات اردو میں تحریر کیے گئے، ”احتساب قادیانیت“ کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۲۳ جلدوں پر مشتمل چالیس کے قریب علماء کے بارہ ہزار صفحات کی طباعت کی ہے، جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ کتنا اہم ہے، تو آئیے مختصر اس مسئلے پر نظر ڈالتے ہیں:

گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں:..... تحفظ ختم نبوت کتنا اہم ترین مسئلہ ہے، اس کا اندازہ آپ خاتم الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے اس واقعہ سے کر سکتے ہیں۔ ۲۶ رگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعہ المبارک تھا، جامع مسجد الصادق بھاولپور میں آپ کو جمعہ کی نماز ادا فرماتا تھی، مسجد کے اندر قتل دھرنے کی جگہ نہ تھی، قرب و جوار کے گلی کو چنے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے، نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

”میں بو اسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لیے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب ک مکتوب مجھے ملا، جس میں بھاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زاو راہ نہیں ہے، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔“

یہ سن کر مجمع بے قرار ہو گیا، آپ کے ایک شاگرد مولانا عبداللہ خان ہزاروی آہ و بکا کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف و توصیف میں عرض کیے، جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

”ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا؛ حالاں کہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔“ (کمالات انوری)

اب آپ اندازہ لگائیے کہ ایک ایسا جلیل القدر محدث و فقیہ ایسا کہہ رہے ہیں، جس کے بارے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ فرماتے تھے ”نور شاہ کشمیری صحابہ کی جماعت کے پچھڑے ہوئے فرد ہیں۔“

ختم نبوت اور قرآن:..... قرآن کریم نے مسئلہ ختم نبوت کو تقریباً سو مقامات پر ذکر کیا ہے، کہیں صراحتاً، کہیں کنایہ، کہیں عبارت النص سے، کہیں اتقواء النص سے، کہیں اشارۃ النص سے تو کہیں دلالت النص سے، جس کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے اپنی تصنیف ”ختم النبوة في القرآن“ میں ذکر کیا ہے اور دوسری تصنیف لطیف ”ختم النبوة في الأحادیث“ میں ۲۱۰ احادیث جمع فرمائی اور ”ختم النبوة في الآثار“ میں امت کا اجماع، بیگزوں علمائے امت کے اقوال ختم نبوت کی تائید میں جمع فرمادیے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ ”ختم نبوت“ کا مل ہر سہ حصہ کی تہذیب میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ختم نبوت:..... ”یعنی آں حضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ ﷺ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے ان بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے، جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں؛ بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں، تقریباً چودہ سو برس سے کروڑ ہا مسلمان اس عقیدہ پر ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آں حضرت ﷺ کے بعد باقی ہے، یا نبوت کی تشریح غیر تشریحی یا ظلی و بروزی یا مجازی وغیرہ اقسام ہیں، قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں، پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی یہ قسم نہ دیکھی اور نہ سنی؛ بلکہ کہ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آں حضرت ﷺ پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہوا کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، ان کا اخیر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کنٹری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے؛ بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لا الہ الا اللہ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے؛ لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کر کے ظاہر کیا ہے وہیں یہ مسئلہ بھی تحقیر مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ وارانہ جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہا کی جماعت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر

وہ علی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچاسکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف و اختلاف کا دروازہ کھولا اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی، اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اور ان کا دعویٰ کیا ہے؟ کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا اقرار اور آپ ﷺ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا، کہیں نبوت کو تشریحی اور غیر تشریحی میں تقسیم کر کے تشریحی کا اختتام اور غیر تشریحی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریحی نبی بتلایا اور وحی غیر تشریحی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریحی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے: ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریحی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اردوپی کا فرقہ ہے، دوسرا فرقہ ان کو بااصطلاح خود غیر تشریحی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیروی ہے، تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں؛ بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ مسر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی نادانیت سے ناجائز فائدے اٹھائے اور اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام و شکوک ان کے دلوں میں پیدا کر دیے، اور ان کی نظر میں بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا؛ اس لیے اہل علم اور اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا کہ ان کے شبہات دور کیے جائیں اور قرآن وحدیث کی صحیح روشنی ان کے سامنے لائی جائے۔“ (ختم نبوت، ص: ۱۰-۱۲)

حضرت کا ندھلوی فرماتے ہیں:

”ختم نبوت اور اس کا مفہوم اور حقیقت:..... ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبوت اور پیغمبری حضور کی ذات بابرکت پر ختم ہو گئی اور آپ ﷺ انبیاء کے خاتم (بالکسر) ہیں یعنی سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالفتح) یعنی مہر ہیں۔ اب آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا، مہر کسی چیز کا منہ بند کرنے کے لیے لگاتے ہیں، اسی طرح حضور پر نور ﷺ سلسلہ انبیاء پر مہر ہیں، اب آپ ﷺ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، اور قیامت تک کوئی شخص اب اس عہدہ پر فائز نہ ہوگا۔ مہر ہمیشہ ختم کرنے اور بند کرنے کے لیے ہوتی ہے، کما قال ”تعالیٰ یُشَقِّقُ مِنَ رَحِیقِ مَخْتُمٍ خَتَامَهُ مِشْک“ یعنی سر مہر بوتلیں ہوں گی اور شراب ان کے اندر بند ہوگی۔“ ”ختم اللہ علی قلوبہم“ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی

قرآن اور عقیدہ ختم نبوت:..... مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس کے بعد ”ماکان محمد اباً احد من رجالکم ولیکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما“ پر صفحہ ۵۰ سے صفحہ ۱۳۳ تک یعنی تقریباً ۸۴ صفحات پر پورے شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا ہے، جو قابل مطالعہ ہے، لغت، احادیث اور آثار کی روشنی میں بڑی جامع تفسیر کی ہے۔ اس کے بعد مختصر اس کے علاوہ دیگر تقریباً ۹۹ آیات کی مختصر تشریح کی ہے، وہ آیات یہ ہیں:

- (۱) سورہ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۲، آیت ۴۰ (۲) سورہ مائدہ، پارہ ۶، ع ۵، آیت ۳ (۳) سورہ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۱ (۴) سورہ اعراف، پارہ ۳، ع ۱۰، آیت ۱۵۸ (۵) سورہ فرقان، پارہ ۱۸، ع ۱۶، آیت ۱ (۶) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۷۹ (۷) سورہ قلم، پارہ ۲۹، ع ۴، آیت ۵۲ (۸) سورہ انعام، پارہ ۷، ع ۸، آیت ۱۹ (۹) سورہ ہود، پارہ ۱۲، ع ۲، آیت ۱ (۱۰) سورہ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰ (۱۱) سورہ انبیاء، پارہ ۷، ع ۷، آیت ۱۰۷ (۱۲) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۱۳، آیت ۱۱۵ (۱۳) سورہ واقعہ، پارہ ۲، ع ۱۳، آیت ۱۳ (۱۴) سورہ واقعہ، پارہ ۲، ع ۱۵، آیت ۳۹، ۴۰ (۱۵) سورہ مرسلات، پارہ ۲۹، ع ۲۱، آیت ۱۶، ۱۷ (۱۶) سورہ مائدہ، پارہ ۷، ع ۴، آیت ۱۰۱ (۱۷) سورہ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۱، آیت ۳۳ (۱۸) سورہ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۲، آیت ۲۸ (۱۹) سورہ صف، پارہ ۲۸، ع ۹، آیت ۹ (۲۰) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۵، آیت ۵۹ (۲۱) سورہ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۰، آیت ۷ (۲۲) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۸۰ (۲۳) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۹ (۲۴) سورہ حدید، پارہ ۷، ع ۲۰، آیت ۲۹ (۲۵) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۱۷، آیت ۱۳۶ (۲۶) سورہ بقرہ، پارہ ۳، ع ۸، آیت ۲۸۵ (۲۷) سورہ بقرہ، پارہ ۱، ع ۵، آیت ۴۱ (۲۸) سورہ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۳ (۲۹) سورہ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۰ (۳۰) سورہ محمد، پارہ ۲۶، ع ۵، آیت ۲ (۳۱) سورہ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰ (۳۲) سورہ نساء، پارہ ۶، ع ۴، آیت ۱۷۰ (۳۳) سورہ مائدہ، پارہ ۶، ع ۷، آیت ۱۵ (۳۴) سورہ اعراف، پارہ ۹، ع ۸، آیت ۱۵۷ (۳۵) سورہ اعراف، پارہ ۹، ع ۹، آیت ۱۵۴ (۳۶) سورہ اعراف، پارہ ۹، ع ۱۰، آیت ۱۵۸ (۳۷) سورہ انفال، پارہ ۹، ع ۷، آیت ۲۰ (۳۸) سورہ انفال، پارہ ۹، ع ۱۷، آیت ۲۴ (۳۹) سورہ انفال، پارہ ۱۰، ع ۲، آیت ۴۶ (۴۰) سورہ انفال، پارہ ۱۰، ع ۴، آیت ۶۴ (۴۱) سورہ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۵، آیت ۷ (۴۲) سورہ تغابن، پارہ ۲۸، ع ۱۵، آیت ۸ (۴۳) سورہ صف، پارہ ۲۸، ع ۱۰، آیت ۱۱ (۴۴) سورہ حدید، پارہ ۷، ع ۷، آیت ۷ (۴۵) سورہ جمعہ، پارہ ۲۸، ع ۱۱، آیت ۳۲ (۴۶) سورہ یوسف، پارہ ۱۳، ع ۶، آیت ۱۰۸ (۴۷) سورہ نساء، پارہ ۶، ع ۲، آیت ۱۶۲ (۴۸) سورہ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۱ (۴۹) سورہ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۲ (۵۰) سورہ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۳ (۵۱) سورہ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۴ (۵۲) سورہ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۶ (۵۳)

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا کہ تقریباً دوسو دس احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہے جس میں سے اہم روایت بخاری کی ہے۔

”عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله الأموضع لبنه من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وشعت هذه اللبنه وأنا خاتم النبيين-“ (رواه البخارى فى كتاب الأنبياء ومسلم: ٢/ ٢٣٨ فى الفضائل وأحمد فى مسنده: ٢/ ٥٩٠ فى فضائل الأنبياء) وفى بعض ألفاظه: فكنت أنا

سددت موضع اللبنة وختم به البنیان وختم بهی الرسل“ ہکذا فی الكنز عن أبی عساکر۔

”حضرت ابو ہریرہؓ اس حضرت علیؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تا کہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، یا مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔“ (ختم نبوت: ص ۲۰۵ تا ۲۰۶)

اس کے بعد حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جبیر ابن مطعم، حضرت سعید ابن ابی وقاص، حضرت جابر ابن سمرہ، حضرت ثوبان، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس ابن مالک، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مالک ابن حویرث، حضرت نافع، حضرت عوف ابن مالک، حضرت حسن، حضرت عرابض ابن ساریہ، زید ابن حارثہ، عبداللہ ابن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابی ابن کعب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ختم نبوت پر ۲۶ روایتیں تو صرف امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں روایت کی ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سفینہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت بنہرا بن حکیم، حضرت معاویہ بن فیدہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اصحاب سنن اربعہ (امام نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) نے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ امام احمد ابن حنبل نے اپنی سند سے حضرت ابو طفیل، حضرت بریدہ، حضرت ابو نضرہ، حضرت زید ابن ابی اوفی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت نعمان ابن بشیر، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عرابض ابن ساریہ سے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں، یہ ۵۶ حدیثیں مستند اور صحیح ہیں۔

ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر بے شمار مستند کتابوں میں تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ایسی ہیں جو ختم نبوت پر دلیل بنتی ہیں، جن کو امام دارمی، امام ابن عساکر، امام بغوی، امام سیوطی، امام بیہقی، امام طبرانی، امام ابونعیم، امام ابویعلیٰ، امام علی تقی، امام ابن ابی شیبہ، امام طحاوی، حافظ ابن کثیر، امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ، امام دیلمی، امام ابن سعد، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابن الخوار، خطیب بغدادی، امام بزار، امام ابن عدی، امام ابوداؤد الطیالسی، امام ابن جریر طبری، امام مادرودی، امام رافعی، امام حاکم نیشاپوری، امام ابن الجوزی، امام عیاض نے حضرت علی، حضرت ضحاک ابن نوفل، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوامامہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمار، حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت انس ابن

مالک، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن الزبیر، حضرت نعمان بن بشیر، یونس ابن میسرہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت عائشہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ ابن حارث، حضرت ابو زہل جہنی، حضرت زبیر ابن العوام، حضرت اکوع، سلمہ ابن اکوع، حضرت ابوالفضل، حضرت عمرو ابن قیس، حضرت ابوقحادہ، عبدالرحمن ابن سمرہ، حضرت محمد ابن حزم، حضرت قتادہ، حضرت عصمہ ابن مالک، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت حذیفہ، حضرت ابوالفضل، حضرت عقیل ابن ابی طالب، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوقبیلہ، حضرت حسن بن علی، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشیہ ابن جنادہ، حضرت عمرو، حضرت ہبل ساعدی، عبید اللہ ابن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت تیم داری نے تقریباً سو حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جو صراحتاً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے دوسرے ۱۶۷ احادیث ایسی نقل کی ہیں جو کنایہ و اشارہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے جو کلام ذکر کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

احادیث مذکورۃ الصدور سے ختم نبوت کا ثبوت: ”نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت و شفقت جو امت مر حومہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے جتنے علوم و حالات آپ ﷺ کو عطا کیے گئے وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔ ان دونوں باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن و رات برابر ہوں، اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے، اس میں جتنے خطرات کے مواقع ہوں گے، وہ سب آپ ﷺ نے ان کو بتلادیے، نیز اس راستہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلادیے جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے رہیں۔

چنانچہ جب ہم حدیث نبوی ﷺ کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے، کہ آپ ﷺ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ ﷺ کے بعد جتنے قابل اقتداء رہنما پیدا ہونے والے تھے، آپ ﷺ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیے، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ”مثنیٰ نمونہ از خروارے“ چند احادیث اوپر ذکر کی گئیں، آنحضرت ﷺ کی انتہائی شفقت و مہربانی تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان، بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم تھا کہ آپ ﷺ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے؛ کیوں کہ ان سب کا اتباع پر امت کی نجات کا مدار ہے۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کو خلفائے راشدین کی اقتداء کا حکم فرماتے ہیں، الحمد للہ اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں؛ بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابو سعید بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتداء فرماتے ہیں، اویس قرنسؓ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔ لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد تاقیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ دوسوں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آل حضرت ﷺ نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھیں اور جس کے کان ہوں سُنیں۔ اِنْ فِی ذٰلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ۔“ (ختم نبوت: ص ۲۹۶ تا ۲۹۵)

اسی لیے علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”ختم نبوت کا مسئلہ شریعت محمدی میں متواتر ہے، قرآن وحدیث سے اجماع بالفعل سے اور یہ پہلا اجماع ہر وقت اور ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا، سزائے موت دی ہے، ایک شاعر کو صلاح الدین ایوبیؒ نے بے فتویٰ علماء دین، ایک شعر کہنے پر قتل کرادیا تھا۔

كَانَ مَبْدَأُ هَذَا الدِّينِ مِنْ رَجُلٍ سَلَفِي فَأَصْبَحَ بِلَدْعَى سَيْدِ الْأُمَمِ
(صبح لا عشی: ۳۰۵، ۳۰۹)

اس شعر سے اس شخص نے نبوت کو کسی قرار دیا کہ نبوت ریاضتوں سے حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے اسے قتل کر دیا۔“ (احتساب قادیانیت: ج ۴/ ص ۴۲)

اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کتنا حساس مسئلہ ہے۔

علامہ کشمیری قدس اللہ سرہ ”ماکان محمد“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا عہدہ منقطع ہو گیا ہے۔“ (ایضاً)

عقیدہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع:..... اسلام میں سب سے پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا تھا کہ دعویٰ نبوت بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تائید کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعویٰ ہے؟ کفر اور ارتداد ہے، اور مدعی نبوت کی سزا قتل ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلہ کذاب مدعی نبوت سے جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا دریس صاحب کا ندھلوی فرماتے ہیں:

”ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا کہ آں حضرت ﷺ بلا کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔ (احساب قادیانیت: ج ۲/ ص ۱۰)

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد و قتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے جہاد و قتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہو سکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے؛ مگر مدعی نبوت سے نہ تو کوئی صلح ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسیلہ کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت علامہ محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلہ کذاب اور مسیلہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے؛ اس لیے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں، ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہو سکتا ہے؟ مسیلہ مدعی نبوت تھا ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے نبی میں التباس ہو سکتا ہے؛ اس لیے مدعی نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور عظیم ہے اور ہر زمانے میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سو الحمد للہ علماء نے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی، تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ (احساب قادیانیت: ج ۲/ ص ۱۱ تا ۱۲) (جاری ہے)